شیخ الحدیث مولانا محمد یونس حفظہ اللہ تعالیٰ خطیب جامعہ سلفیہ

رمضان المبارک کی حکمت

یایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (سورۃ البقرہ آیت نمبر 183)

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

ان کی فرضیت کا مقصد یہی ہے کہ تم اپنی تربیت کرسکو اپنی اصلاح کرسکو، اپنے خالق و مالک کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھ سکو، گناہوں سے بچ کر ہر قسم کی آلودگی گندگی غلاظت سے پاک اور صاف زندگی گزار سکو یہ تم پر روزے فرض کرنے کا مقصد ہے اور یہ اس کی حکمت ہے۔ رب ذوالجلال نے اس کائنات میں بے شمار مخلوقات کو کائنات میں ایک نظم کا پابند کیا ہے۔ اس اعتدال اور عادلانہ نظم کی وجہ سے اس زمین پر انسانی زندگی کا وجود ہے۔

اگر خالق کائنات کی کسی مخلوق میں اعتدال نہ رہے تو پھر اس کی ایک ہی مخلوق انسانی معاشرے کی تباہی اور بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر بارشوں میں اعتدال نہ رہے تو فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں' سیلاب بستیوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں' اگر ہوا میں اعتدال نہ رہے تو آندھیاں تباہی پھیلا دیتی ہیں اگر گرمی اور سردی میں اعتدال نہ رہے تو پھر یہ بھی انسانی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہیں۔

رب ذوالجلال کبھی کبھی اپنی ان مخلوقات کو اعتدال سے ہٹا کر اپنے بندوں کو متنبہ کرتا ہے کہ اگر تم نے بھی اپنی زندگی میں اعتدال قائم نہ کیا تو پھر جس طرح یہ ہوائیں ، بارشیں، پانی، سردی اور گرمی جب راہ اعتدال سے ہٹ جاتی ہیں تو تمہاری تباہی و بربادی کا سبب بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر تم نے اپنی زندگی میں اعتدال قائم نہ کیا تو یہ بے اعتدالی تمہاری ہلاکت اور بربادی کا سبب بن سکتی ہے' اس دنیا میں انسانی زندگی کے لیے، انسانی معاشرے کے لیے اور انسانیت کی بقاء کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں ان میں سے ایک انسان کے پیٹ کی بھوک ہے۔

انسان اپنے پیٹ کی بھوک مٹانے کے لیے جستجو کرتا ہے' محنت کرتا ہے' یہ بھوک مٹائے بغیر انسان نہ اس دنیا میں رہ سکتا ہے۔ نہ انسانی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ دوسری چیز انسان کی جنسی بھوک ہے' جنسی بھوک مٹائے بغیر انسانی معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا انسان کی بقاء ممکن نہیں ہے۔ تیسری چیز مال و دولت کی بھوک ہے مال و دولت نہ ہو تو انسان کے لیے زندگی گذارنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے' یہ تینوں چیزیں انسان کی ضرورت ہیں۔ اس کے پیٹ کی بھوک ہو جنسی بھوک ہو یا مال کی بھوک ہو' لیکن جب تک ان تین چیزوں میں اعتدال رہتا ہے اور یہ محض بھوک مٹانے کی حد تک رہیں تو اسی میں انسانی معاشرے کی بھلائی ہے لیکن جب یہ بھوک حد سے بڑھ کر حرص بنتی ہے تو پھر انسانی معاشرے کی تباہی و بربادی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جب پیٹ کی بھوک اعتدال کی حد کو پھلانگ کے حرص بنتی ہے تو انسان حریص ہو جاتا ہے۔ اپنے پیٹ کی بھوک مٹانے کے لیے، اپنی زبان کی لذت کے لیے جب اس میں حرص پیدا ہوتی ہے۔ پھر حلال اور حرام کی تمیز باقی نہیں رہتی، اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں رہتی۔ اسی طرح جب جنسی بھوک بھی جنسی حرص بن جاتی ہے۔ پھر انسانی معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے، انسانی نسل محفوظ نہیں رہتی، انسان کی عصمت، عزت محفوظ نہیں رہتی۔

جب مال و دولت کی بھوک بھی حرص بن جائے تو پھر انسان مال و دولت کے حصول کے لئے ہر قسم کے فیصلے کرنے پر راضی ہو جاتا ہے اپنی ہر چیز بیچنے پر آمادہ ہو جاتا ہے کبھی انسان دولت کے لیے اتنا حریص بنتا ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سودے کرتا ہے کبھی اپنی بیوی کو داؤ پر لگا دیتا ہے' جوئے میں اسے ہار دیتا ہے' مال و دولت کے بغیر زندگی گذارنا ممکن نہیں یہ ایک ضرورت ہے ،اس لیے رب ذوالجلال نے ہر امت پر روزے فرض کیے تا کہ روزوں کی تربیت کے ساتھ انسان کی ان تینوں بھوکوں کو حد اعتدال میں رکھا جائے۔ انہیں کنٹرول کرنے کی تعلیم دی جائے انسان کو سکھایا جائے کہ وہ کس طرح اپنے پیٹ کی بھوک اور اپنی جنسی خواہش پر کنٹرول کر سکتا ہے' اپنے مال کی حرص اور خواہش کو کس طرح قابو میں لا سکتا ہے۔ روزوں کی فرضیت دراصل امت کے لیے ایک تربیتی کورس ہے تا کہ وہ عام خرابیاں جو انسانی معاشرے کو تباہ و برباد کر سکتی ہیں ان خرابیوں کا ازلہ کیا جا سکے ان خرابیوں کو انسانی معاشرے میں پیدا نہ ہونے دیا جائے اگر پیدا ہو جائیں تو انہیں ختم کرنے کی حتی الامکان اقدامات کئے جائیں۔

یہ روزے جو ہر سال ماہ رمضان میں ہم پر فرض ہوتے ہیں یہ مسلمانوں کے لیے ایک تربیتی

کورس ہے روزہ روزہ دار کی تربیت کرتا ہے اور جولوگ صحیح معنوں میں روزے کے ساتھ اپنی تربیت کرلیں ان کے لیے سال کے باقی مہینے گزارنا آسان ہو جاتا ہے' باقی مہینے ان کے لیے رب ذوالجلال کی رحمتوں اور برکتوں کے حصول کا باعث بن جاتے ہیں اگر ہم اس مہینے میں صحیح معنوں میں تربیت حاصل کریں گے تو رب ذوالجلال کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں گی یہ رحمتوں، برکتوں اور رب ذوالجلال کے فضل وکرم کا مہینہ ہے' یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے' خیر و برکات کی افزائش کا موسم ہے' اس ایک مہینے میں جو خیر و برکات' رحمتیں اور فضل وکرم ہم سمیٹ لیں گے 11 مہینے تک وہ ہمارا زاد راہ ہوں گی۔ اور ہم اس مہینے میں سمیٹی جانے والی رحمتوں اور برکتوں سے 11 مہینے بڑے آرام اور سکون کے ساتھ گذاریں گے۔

اگر ہم نے صحیح معنوں میں اس مہینے کے روزوں کی تربیت سے فائدہ نہ اٹھایا تو پھر باقی مہینے بھی ہمارے لئے برکت ورحمت سے خالی ہونگے رب ذوالجلال کے فضل وکرم سے ہم محروم رہیں گے۔ روزہ سب سے پہلی چیز جو ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں صبح فجر سے لے کر غروب آفتاب تک بھوک و پیاس اور زبان کی لذت کے لئے جو چیزیں ہمارے لئے حلال ہیں ہم ان سے اجتناب کرتے ہیں، جنسی بھوک مٹانے کے لیے ہمارے پاس جو حلال وسائل ہیں وہ بھی ہم اپنے لیے حرام قرار دیتے ہیں۔

وہ چیزیں جو ساری زندگی ہمارے لیے حلال تھیں ان چند گھنٹوں کے لیے ہم انہیں کیوں حرام قرار دیتے ہیں؟ کس نے انہیں حرام قرار دیا ہے؟ روزہ ہمیں سکھاتا ہے کہ تم اپنے خالق و مالک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے روزے کی حالت میں چند گھنٹوں کے لیے ان حلال چیزوں کو اپنے لیے حرام سمجھتے ہو اس کے کہنے پر تم نے حلال چیزوں کو حرام کرلیا تو اسی ذات نے تمہارے لیے ساری زندگی کے لیے کچھ چیزیں حرام کی ہوئی ہیں اگر تم روزے کی حالت میں چند گھنٹوں کے لیے اس خالق و مالک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حلال چیزوں کو بھی حرام قرار دے دیتے ہو تو کیا رمضان کے بعد وہ رب موجود نہیں ہے؟ اس رب کے احکامات موجود نہیں ہیں؟ اس رب کے حلال وحرام کے احکامات رمضان کے بعد کہاں چلے جاتے ہیں؟

جس طرح تم روزے کی حالت میں دن کے وقت اس ذات کے کہنے پر حلال چیزوں کو

بھی حرام سمجھتے ہو اسی طرح اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے میں وہ دن کے اوقات ہوں یا رات کے، رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور، جن چیزوں کو اس خالق و مالک نے ہمیشہ کے لیے حلال قرار دیا ہے اس کی رضاء کے لئے روزہ کی حالت میں ان کو حرام قرار دے دیتے ہو تو وہ چیز جو اس نے ہمیشہ کے لیے حرام کردی ہے۔ اسے تم ہمیشہ کے لئے حرام کیوں نہیں سمجھتے؟ اس سے اجتناب کیوں نہیں کرتے؟

روزہ ہمیں یہی بات سمجھاتا ہے کہ کسی چیز کو حلال کرنا یا کسی کو حرام کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی کا اختیار ہے۔ وہ جس چیز کو چاہے حلال قرار دے، جس چیز کو چاہے حرام قرار دے، اور اگر وہ روزے کی حالت میں تمہارے لیے حلال چیز کو بھی حرام کردیتا ہے اور تم اس کی بات مانتے ہوئے اسے راضی کرنے کے لیے اس کی رحمتوں کو حاصل کرنے کے لیے تم اس کے کہنے پر حلال چیزوں کو بھی حرام قرار دیتے ہو' تو پھر باقی زندگی میں بھی اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام کیوں نہیں سمجھتے؟ اس کی رحمتیں رمضان کے ساتھ تو خاص نہیں ہیں اس کی رحمتیں تمہارے رویے کے ساتھ متعلق ہیں اگر تمہارا رویہ اس کے ساتھ وہی ہے جو رمضان کے ایام میں ہوتا ہے' تو سمجھو کہ تمہارے لیے زندگی کا ایک ایک دن رمضان کا دن ہے' ایک ایک رات رمضان کی رات ہے۔

تمہارے لیے رب ذوالجلال کی رحمتوں کے دریا رمضان میں بھی ہیں اور رمضان کے بعد بھی، رمضان تمہارے اندر یہ تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ میں ایک ایک دن میں تمہارا انداز یہ ہو کہ جس چیز کو ہمارے خالق نے حرام کردیا وہ کام جو اسے ناپسند ہے ہم اس سے اجتناب کریں۔ اگر ہم اس ماہ رمضان کے ایک مہینے کی تربیت کے ساتھ اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کرلیں کہ جس چیز یا کام کو بھی ہمارے خالق و مالک نے حرام قرار دیا ہے ہم ہمیشہ کے لیے اس سے تائب ہوجائیں' اس حرام چیز کے قریب بھی نہ جائیں تو پھر یقیناً ہمارا ہر دن رمضان کا دن ہوگا، ہر رات رمضان کی رات ہوگی' رحمتیں ہمارے ساتھ ہونگی۔

اور دوسری جو اہم ترین چیز روزہ ہمارے اندر پیدا کرتا ہے وہ اس بات کا احساس ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اللہ کے مراقبے اور اس کی نگرانی کا احساس ہر لمحہ ہمارے دل میں موجود ہو، جس طرح روزے کی حالت میں یہ احساس ہمارے دل میں رہتا ہے۔ اگر پیاس لگی ہوئی ہو تو ہم وضو میں کلی کرتے

ہوئے پانی کے چند قطرے حلق سے نیچے اتار سکتے ہیں، لیکن وہ کونسا خوف ہے؟ وہ کونسا احساس ہے؟ جو ہمیں ایسا کرنے سے روکتا ہے ہم اپنے گھر کی چار دیواری میں اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے تنہائی' خلوت اور تاریکی میں اپنی بھوک مٹا سکتے ہیں' اپنی پیاس کو بجھا سکتے ہیں' اپنی جنسی بھوک کی تسکین کا سامان کر سکتے ہیں' لیکن وہ کونسا خوف و احساس دامن گیر ہوتا ہے؟ جو اس خلوت و تنہائی میں بھی ہمیں ایسا کرنے سے روکتا ہے؟ یہ وہی احساس ہے کہ اگر چہ لوگ مجھے نہیں دیکھ رہے لیکن اللہ تو مجھے دیکھ رہا ہے میں اللہ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوں۔ سمندر کی گہرائی میں چلا جاؤں مجھے وہاں بھی اللہ دیکھ رہا ہے۔

روزے کی حالت میں یہ احساس ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے اور پانی کا ایک قطرہ بھی غلطی سے بھی ہم اپنے پیٹ میں داخل نہیں کرتے' کیوں ؟ اس لیے کہ یہ احساس دل میں موجود ہوتا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں ہوں یہی چیز روزہ ہمارے اندر ہمیشہ کے لئے پیدا کرنا چاہتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا مقام' کوئی ایسا وقت اور کوئی ایسا لمحہ نہیں ہے کہ جب تم اللہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو سکو تو پھر تم کیوں اس کے سامنے اس کی معصیت کرتے ہو؟ اس کی نگاہوں کے سامنے ایسے کام کرتے ہو جو اس کے غضب کو دعوت دیں۔ کیوں ایسے کام کرتے ہو کہ اللہ اس پر ناراض ہو کر تمہیں کسی عذاب کا شکار کر سکتا ہے تمہیں ذلت و پستی میں گرا سکتا ہے۔

اگر یہ چیز ہمارے اندر پیدا ہو جائے جو روزے کی حالت میں ہوتی ہے ہمیشہ ہمارے دل میں یہ احساس رہے تو یہی تقویٰ ہے' یہی دین ہے' یہی ایک مومن کی معراج ہے۔ اگر کوئی شخص ان دو چیزوں کو اختیار کرے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے اور دوسرا ہر لمحے اپنے دل میں یہ احساس موجود رکھے کہ میں اللہ کی نگاہ میں ہوں اور میں نے کوئی ایسا کام نہیں کرنا جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ غصے میں آتے ہیں' یہی مقصود ہے انسان کو دنیا میں بھیجنے کا یہی انسان کی کامیابی ہے جو اس کے لیے لازوال زندگی میں بے شمار کامیابیاں اور کامرانیاں لیے ہوئے ہے۔ اور جب یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے تو پھر ایک چھوٹی سی بچی بھی اپنی ماں کو کہتی ہے کہ اے اماں جان' بے شک سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سامنے نہیں ہیں تم سمجھتی ہو کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ دودھ میں پانی نہیں ملانا لیکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے کہنے پر ہمیں یہ حکم جاری کیا ہے

بے شک عمر یہاں موجود نہیں ہے لیکن وہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے اس لیے تمہیں اس بات کا حق نہیں ہے کہ دودھ میں پانی ملا دو۔

جب کسی میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میں اللہ کی نگاہ میں ہوں پھر وہ اپنی ماں کو حرام کام سے روکتا ہے ، گھر کے ایک فرد کے اندر بھی اگر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میں اللہ کی نگاہ میں ہوں تو وہ ایک فرد پورے گھرانے کی، اپنے خاندان کی اور اپنے معاشرے کی اصلاح کا سبب بن سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دن جنگل میں جا رہے تھے انہیں ایک چرواہا ملتا ہے دوپہر کا وقت تھا وہ کھانا کھانے لگتے ہیں تو چرواہے کو بھی کھانے کی دعوت دیتے ہیں آؤ تم بھی کھانا کھا لو چرواہا کہتا ہے کہ میں روزے سے ہوں ابن عمر رضی اللہ عنہما جو خود بھی سنت کے بڑے ہی پابند تھے اور معمولی معمولی سنتوں پر عمل کیا کرتے تھے بڑے حیران ہوتے ہیں کہ اتنی شدید گرمی اور یہ شخص بکریاں چرا رہا ہے، پہاڑوں میں جنگلوں میں گرمی میں جہاں پر سایہ نہیں ہے بکریاں چرانے کا کام کر رہا ہے اس سے کہتے ہیں کہ اتنی شدید گرمی میں تم نے روزہ کیوں رکھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اس دن کے خوف سے روزہ رکھا ہے جس دن کی گرمی آج کے دن کی گرمی سے بہت زیادہ ہوگی۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے حیران ہوتے ہیں کہ ایک چرواہے میں اس قدر قیامت کا خوف ہے اس کا مزید امتحان لیتے ہیں اسے کہتے ہیں کہ تمہارے پاس بکریاں ہیں ہمیں ایک بکری بیچ دو ہم سے پیسے لے لو ہم بکری ذبح کر کے اسے پکائیں گے تم بھی روزہ افطار کر لینا۔ چرواہا کہتا ہے کہ بکریوں کا مالک میں نہیں میں تو غلام ہوں بکریاں میرے مالک کی ہیں اور اپنے مالک سے پوچھے بغیر میں کیسے دے سکتا ہوں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کا امتحان لیتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اپنے مالک کو جا کر کہہ دینا کہ ایک بکری پہاڑی سے گر کر مر گئی تھی' یا پھر بھیڑیا کھا گیا تھا۔ ایسے واقعات تو روز ہوتے رہتے ہیں کبھی کوئی بھیڑیاں بکری کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ بکری پہاڑیوں پر چرتی چرتی گر جاتی ہے ہلاک ہو جاتی ہے تم ہم سے پیسے لے لو جا کے اپنے مالک سے یہ کہنا کہ بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے۔

وہ چرواہا کہتا ہے: ٹھیک ہے میں تیرے کہنے پر مالک کو یہ بات کہہ دوں گا' لیکن اللہ کہاں ہے ؟ میں تو ہر لحہ اس کی نگاہوں میں ہوں اپنے مالک کو میں بتا سکتا ہوں میرا مالک میری بات پر شاید راضی ہو بھی جائے میری بات مان بھی لے لیکن جس اللہ کے حکم سے میں گناہوں سے باز رہتا ہوں جس اللہ سے

ڈرتے ہوئے میں گناہ نہیں کرتا وہ اللہ تو موجود ہے وہ تو مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں نے ظلم کیا ہے میں نے زیادتی کی ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سے بڑے متاثر ہوتے ہیں مدینہ جاتے ہیں پوچھتے ہیں کہ یہ غلام کس کا ہے؟ اس کا مالک کون ہے؟ اس کے مالک کے پاس جاتے ہیں اس مالک سے اس غلام کو خریدتے ہیں۔ اور اس کی بکریاں بھی خریدتے ہیں غلام کو آزاد کر دیا بکریاں اسے انعام میں دے دیں کہ جس انسان کے دل میں اللہ کا اس قدر خوف ہے وہ معمولی انسان نہیں ہے۔ عظیم انسان ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس تقویٰ کا اجر قیامت کو ملے گا لیکن دیکھو اس غلام کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوا اسے دنیا میں آزادی اور انعام مل گیا اس لیے یہ نہ سمجھئے کہ تقویٰ کا اجر ہمیں صرف قیامت کو ملے گا نیک اعمال کا، تقویٰ کا صلہ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ آخرت میں تو ہے ہی۔ اس لیے اپنے کاروبار میں اپنی تجارت میں اپنے ملازموں میں جہاں بھی آپ کام کرتے ہیں ہر لمحے یہ احساس اپنے دل میں موجود رکھیئے کہ میں اللہ کی نگاہ میں ہوں اور ہر وہ کام جو اس کو ناپسند ہے ہر وہ عمل جو اس کو ناپسند ہے میں نے وہ کام نہیں کرنا۔

دنیا کے مالک کو راضی کرنے کے لیے نہیں، دنیا کے آقا کے لیے نہیں اس حقیقی آقا کو راضی کرنے کے لیے حقیقی مالک کو راضی کرنے کے لیے ہر وہ کام چھوڑ دیجئے جو گناہ ہے جو معصیت ہے جو جرم ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے لیکن ہمیں ڈر ہوتا ہے ان دنیاوی آقاؤں کا ہم اپنے دنیا کے مالکوں کا بڑا خیال رکھتے ہیں، اپنے مالک کی موجودگی میں ہم بڑی محنت سے کام کرتے ہیں، مزدوری کرتے ہیں تاثر دیتے ہیں کہ ہم بڑے محنتی ہیں۔ لیکن جب یہ دنیا کا مالک نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے پھر ہم کام چور بن جاتے ہیں لیکن دنیا کے مالک کی نگاہ سے آپ اوجھل ہو سکتے ہیں، جو حقیقی آقا ہے جو حقیقی مالک ہے جس نے آپ کو دنیا میں نیک اعمال کرنے کے لیے بھیجا ہے اس کی نگاہوں سے آپ اوجھل نہیں رہ سکتے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کام چور نہ بنیئے اللہ تعالیٰ نے جو کام آپ کے سپرد کیئے ہیں ان کاموں کو ادا کیجئے جن کاموں سے روکا ہے۔ ان کاموں سے رک جایئے اس چیز سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

حجاج بن یوسف کا واقعہ ہے جو بڑا ظالم تھا جابر تھا لیکن بہر حال مسلمان حکمران تھا اس کے دور میں بے شمار بغاوتیں ہوئیں کچھ بغاوتیں کچل دیں، بہت سے باغیوں کو پکڑا قتل کیا خون ریزی، کی کچھ بغاوتوں میں کچھ قیدی اس کے پاس آتے ہیں حجاج دربار لگاتا ہے سارے باغی پیش کئے جاتے ہیں سب کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے انہیں قتل کر دیا جائے ایک قیدی باقی رہتا ہے کہ شام کا ٹائم ہو گیا تو حجاج کہتا ہے کہ اب باقی کام کل کریں گے یہ ایک باغی بچ گیا ہے اسے اپنے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم کے حوالے کرتے ہیں کہ اسے تم اپنے پاس رکھو رات تمہارے پاس رہے گا کل اسے میرے دربار میں پیش کرنا اس کا فیصلہ میں کل کرونگا قتیبہ بن مسلم اس قیدی کو گھر لے جاتے ہیں' تو وہ قیدی قتیبہ سے کہتا ہے کہ اللہ کے بندے میری موت کا فیصلہ تو ہونا ہی ہے آج بچ گیا ہوں کل تو میری موت آنی ہے لیکن میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں میں اپنے گھر میں لوگوں کی امانتیں چھوڑ کے آیا ہوں میرے سوا کوئی نہیں جانتا' کہ یہ امانتیں کس کی ہیں کس کو دینی ہیں۔

تم ایسا کرو مجھے اجازت دے دو میں رات ہی رات میں اپنی مانتیں واپس کر کے یا اپنے ورثاء کو بتا کر صبح سویرے واپس آ جاؤں گا قتیبہ سپہ سالار تھے دانا تھے سمجھتے تھے کہ حجاج کا قیدی ہے اس کو میں نے چھوڑ دیا اور کل کو میں حجاج کے سامنے پیش نہ کر سکا تو پھر اس کی جگہ میری موت آئے گی کہتے ہیں کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا اگر میں نے تجھے چھوڑ دیا میرے پاس کون سی ضمانت ہے اور کون ضامن ہے کہ تم واپس آ جاؤ گے۔

لیکن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس نے بڑا اصرار کیا بڑی لجاجت کے ساتھ عجز و انکسار کے ساتھ میری منتیں کیں کہ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اگر میں نے یہ امانتیں واپس نہ کیں تو کل قیامت کے دن میرا مواخذہ ہوگا کہ لوگوں نے تجھے امین سمجھ کر تیرے پاس امانتیں رکھیں تھیں تو نے امانتیں واپس کیوں نہیں کیں؟ مجھے بس ایک رات کی مہلت دے دو میں صبح سویرے واپس آ جاؤں گا قتیبہ کہتے ہیں کہ اس کی منتوں سے میں مرعوب ہو گیا اسے میں نے چھوڑ دیا جب وہ چلا گیا پھر میں ڈرا کہ ابھی حجاج نے مجھے بلایا اور قیدی طلب کیا تو میں کیا جواب دوں گا بہر حال کسی نہ کسی طرح وہ رات گزرتی ہے صبح میں اٹھتا ہوں دروازہ کھٹکتا ہے میں ساری رات پریشان رہا کہ اگر وہ قیدی واپس نہ آیا تو میں صبح حجاج کو کیا کہوں گا میری موت یقینی ہے لیکن جب دروازہ کھولتا ہوں تو وہ قیدی سامنے ہے میں بڑا حیران ہوا میں نے تعجب کا اظہار کیا کہ تو کیسے واپس آ گیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ

"جعلت اللہ کفیلا ولا ارجع"

میں نے اللہ کو ضامن بنایا تھا تجھ سے عہد کیا تھا کہ میرا اس دنیا میں کوئی ضامن نہیں ہے میرا ضامن اللہ ہے میں اللہ کو ضامن بنا کر گیا تھا تو واپس کیسے نہ آتا۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ بہرحال مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ میری جان چھوٹ جائے گی۔ صبح دربار لگتا ہے حجاج طلب کرتا ہے تو میں نے قیدی کو لے کر اس کے سامنے پیش کر دیتا ہوں اور ساتھ یہ ساری بات بتاتا ہوں کہ یہ واقعہ ہوا رات کو یہ چلا گیا اس طرح امانتیں دے کر واپس آ گیا۔ صرف اللہ کو ضامن بنا کر گیا تھا' حجاج ظالم ضرور تھا لیکن اس کے دل میں خوف خدا تھا جب اس نے دیکھا کہ اس شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی موت کی پرواہ نہیں کی، اسے یقین تھا کہ آج اس کی موت کا وقت ہے لیکن پھر بھی یہ واپس آ گیا' تو کہتا ہے قتیبہ؛ میں نے اس کو تیرے حوالے کر دیا یہ قیدی تیرا ہے تو جو چاہے اس سے سلوک کر۔ قتیبہ اس کو لے کر باہر آتے ہیں اور کہتے ہیں؛ کہ اللہ کے بندے جاؤ تم آزاد ہو تو اس قیدی نے سر اٹھایا اور کہا کہ اللھم لک الحمد کہ اللہ تیرا شکر ہے اور چلا گیا۔ قتیبہ کہتا ہے؛ کہ میں بڑا حیران ہوا میں نے اس کی جان بچائی ہے اس نے شکریہ کا ایک کلمہ بھی نہیں کہا میرا شکریہ ادا کر دیتا کوئی بات نہیں کہی اور چلا گیا' یہ پاگل ہے یا مجنون ہے' چلو کوئی بات نہیں دوسرے دن پھر وہی قیدی آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے سپہ سالار اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے تو نے میری جان بخشی کی مجھے آزاد کیا کل جو کچھ بھی ہوا مجھے تیرا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا میں نے تیرا شکریہ ادا نہیں کیا دراصل وجہ یہ تھی "کرهت ان اشرک فی حمد اللہ غیرہ"

میں نے یہ ناپسند کیا کہ اللہ کی حمد میں کسی اور کو شریک کروں۔ میں نے اللہ کی حمد بیان کی جس نے میری جان بچائی بے شک تو سبب بنا تھا۔ لیکن اصل وہ ذات ہے جان بچانے والی میں نے اس کی حمد بیان کی اور مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ اللہ کی حمد میں، اس کی تعریف میں کسی اور کو شریک کرتا میں آج آیا ہوں تیرا شکریہ ادا کرنے کے لیے تجھے دعا دینے کے لیے کہا اللہ تجھے جزاء دے تو نے مجھے آزاد کروایا۔

یہ ہے وہ تقوی، اس چیز کا احساس کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں اللہ کی نگاہوں میں ہوں اور اگر یہ چیز کسی انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو اس کے اندر انقلاب آ جاتا ہے پھر وہ معمولی انسان نہیں ہوتا

لوگوں کی نگاہ میں بڑا عظیم ہو جاتا ہے۔اور اللہ کے ہاں تو وہ عظیم ہوتا ہی ہے تو یہ روزے اسی لیے پہلی امتوں پر اور ہم پر فرض کیے گئے تا کہ ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ جس ذات کے کہنے پر ہم حلال چیزوں کو حرام کر رہے ہیں اس ذات نے کچھ اور چیزوں کو بھی ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ ہم ساری زندگی باقی 11 مہینوں میں بھی اسی طرح جس طرح ہم نے رمضان کے ایام میں اللہ کے کہنے پر اس کی رضا کے لیے حلال چیزوں کو حرام کیا اسی طرح ہم اپنی ساری زندگی اس کی حرام کردہ چیزوں کو بھی حرام سمجھیں۔

دوسری بات ہمیشہ یہ احساس دل میں رہے کہ میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہوں دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کوئی ایسا وقت نہیں ہے جس لمحہ میں جس جگہ میں اللہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو سکوں۔ اس لیے میں اپنی ساری زندگی کوئی ایسا کام نہ کروں جو اللہ پاک کو ناپسند ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو تو یہ روزے کی حکمت ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ماہ رمضان جو رحمتوں کے حصول کا مہینہ اور تربیت نفس کا مہینہ ہے ہم اس سے کما حقہ فائدہ اٹھائیں، اپنی تربیت کریں۔ تا کہ باقی زندگی ہم اللہ تعالیٰ کی صحیح بندگی میں گزار سکیں۔

اس ماہ رمضان میں جن باتوں کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے ان میں ایک چیز سحری ہے، سحری کھائے بغیر بھی روزہ ہو سکتا ہے۔ لیکن سحری کھانا باعث برکت ہے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں "تسحروا فان فی السحور برکة" (صحیح مسلم باب فضل السحور جز نمبر 2 ص 770)

کہ سحری کھایا کرو سحری کھانا باعث برکت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب میں ، یہودیوں اور عیسائیوں کے روزوں میں اور ہمارے روزوں میں فرق یہ ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم سحری کھاتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی درست نہیں کہ ساری رات جاگتے رہیں اور ایک دو بجے کھانا کھا کر سو جائیں اور سمجھیں کہ یہی سحری ہے۔

نہیں سحری کا وقت صبح کی اذان کے کچھ دیر پہلے کا ہے اس لیے کوشش کیجئے کہ رات کو نہیں بلکہ فجر کی اذان سے کچھ دیر پہلے کھانا کھایئے یہ کھانا ہمارے لیے برکت کا باعث ہوگا۔ آپ نے فرمایا "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی المستسحرین" (صحیح ابن حبان باب ذکر مغفرة اللہ جل وعلا واستغفار الملائکہ جز نمبر 8 ص 246)

کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں جو سحری کھاتے ہیں اور فرشتے ان لوگوں کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو سحری کھاتے ہیں۔ کھانا ہم کھائیں گے پیٹ اپنا بھریں گے لیکن اس وجہ سے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے سے خوش ہوتے ہیں تو یہ کھانا، یہ پیٹ بھرنا، ہمارے لیے رحمت اور برکت کا باعث بن جائیگا۔

اسی طرح افطاری کے بارے میں آپ کی ہدایت ہے کہ "**لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر**" **متفق علیه**

جب تک لوگ افطاری میں تاخیر نہیں کرینگے بلکہ افطاری کا ٹائم ہوتے ہی روزہ افطار کرلیا کرینگے وہ خیر و بھلائی رہیں گے، جب سورج غروب ہو جائے تو ہمیں کھانے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے یہ تاخیر بھی خیر کو اٹھانے کا اور زائل کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس وقت تک امت میں خیر رہے گی جب تک امت اللہ کے حرام کو حرام سمجھے حلال کو حلال سمجھے افطاری کا ٹائم ہو چکا ہے ہم 2,3,4 منٹ کی تاخیر کیوں کر رہے ہیں؟ اللہ کہتا ہے: کھانا پینا حلال ہے کھاؤ ، تو تم کس بنیاد پر اس کو حرام سمجھ رہے ہو؟ کیوں نہیں کھا رہے؟ یہی دین ہے کہ اللہ کی حلال چیز کو حلال سمجھو حرام کو حرام سمجھو روزوں کی حالت میں جو چیزیں حرام کی تھیں اس سے اجتناب کیا اب اس نے کہا جو چیزیں حلال ہو چکی ہیں کھاؤ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ کی بات ماننی چاہئے تو جب سورج غروب ہو جائے افطاری کا ٹائم ہو جائے تو عمداً تاخیر نہ کی جائے۔

پھر یہ روزہ محض کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کے ایک ایک عضو کا روزہ ہوتا ہے، منہ کا روزہ یہ ہے کہ اپنی زبان سے کوئی چیز پیٹ میں داخل نہ کریں۔ اس زبان سے جھوٹ نہ بولیں، زبان سے غیبت نہ کریں چغلی نہ کریں، وعدہ خلافی نہ کریں، جھوٹی قسمیں نہ اٹھائیں۔

آنکھوں کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ نظر ایسی چیز پر نہ پڑے جس چیز کو دیکھنا ہمارے لیے جائز نہیں ہے کان کا روزہ یہ ہے کہ کان کی جانب نہ لگائیں جو بات غیبت ہے، چغلی ہے اسے نہ سنے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں فحاشی کی بے حیائی کی باتوں سے اپنے کانوں کو ہٹا دے۔

ہاتھ کا روزہ ہے جسم کے ایک ایک عضو کا روزہ ہے کہ اپنے کسی عضو کو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں

استعمال نہ کریں اگر ہم کھانے پینے سے رک جائیں لیکن اس کی معصیت سے گناہوں سے باز نہ آئیں تو پھر یہ روزہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا ''من لم یدع قول الزورو العمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه ''(صحیح بخاری باب من لم یدع قول الزورووالعل به فی الصوم جز 3ص 26)

جوشخص جھوٹ بولنا اور غلط کام کرنے کو نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی قدر نہیں ہو گی کہ وہ بھوکا پیاسا رہے، اس کے ہاں رزق میں کمی نہیں آئی ہے کہ اس نے اس وجہ سے حکم دے دیا کہ کھانے پینے سے باز آجاؤ، بلکہ وہ تمہاری تربیت کرنا چاہتا ہے کہ تم اپنی بھوک کو کنٹرول کرو تم بھوکے بھی ہو لیکن کوئی حرام چیز پیٹ میں داخل نہ کرو۔

روزہ ہمیں سکھاتا ہے کہ بھوک کو کیسے کنٹرول کرنا ہے بھوک لگی ہوئی ہے حلال چیز موجود ہے۔ لیکن اللہ کا حکم ہے کہ نہیں کھانی ہم اس سے اجتناب کرتے ہیں بھوک پہ کنٹرول کرتے ہیں دل کی بھوک پہ کنٹرول کرتے ہیں ہمارے پاس حلال ذرائع موجود ہیں بھوک مٹانے کے لیکن اللہ کی رضا کے لیے ہم اس سے اجتناب کرتے ہیں۔

مال کمانے کے ہمارے پاس ذرائع موجود ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مال کمانے کا یہ ذریعہ اللہ کے ہاں حرام تو نہیں ہے۔

اور اس ماہ مقدس میں مال خرچ کرنا سید کائنات ﷺ کی سنت ہے آپ ﷺ عام ایام سے بڑھ کر ماہ رمضان میں خیرات دیا کرتے تھے تاکہ دل میں مال کی محبت کم ہو جائے اور کہیں یہ محبت تباہی کا سبب نہ بن جائے۔

اس لیے پیٹ کی بھوک، جنس کی بھوک اور مال کی بھوک ان پر کنٹرول کیجئے یہ روزے کا درس ہے ، روزے کی تربیت ہے اس فطری بھوک کو بھوک رہنے دیجئے۔ یہ بھوک حرص نہ بن جائے نہ پیٹ کی حرص ہو، نہ جنسی حرص ہو ، نہ مال کی حرص ہو ، انہیں فطری ضروریات رہنے دیں حرص تک نہ جانے دیں ،جب یہ چیزیں حرص بنتی ہیں تو انسانی معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے امین۔